INTERNATIONAL PREMIER JOURNAL OF LANGUAGES & LITERATURE (IPJLL)
VOLUME 4, ISSUE 3 (s1), 2026 p-ISSN: 3007-2336 e-ISSN: 3007-2344

اعلانِ نبوت سے پہلے معاشرتی برائیاں اور نبی کریم ﷺ کا اصلاحی کردار

SOCIAL EVILS BEFORE THE DECLARATION OF PROPHETHOOD AND THE REFORMATIVE ROLE OF THE PROPHET MUHAMMAD (ﷺ)

Muhammad Naeem nch7961170@gmail.com	MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan.
Dr. Nadia Alam nadia.alam@giu.edu.pk	Assistant Professor, Islamic Studies, Green International University, Lahore.

Abstract

This study examines the major social evils prevalent in Arabian society before the declaration of Prophethood and analyses the reformative role of the Prophet Muhammad ﷺ in that social context. Pre-Islamic Arabian society faced tribal prejudice, social injustice, exploitation of vulnerable groups, and various moral disorders. In this environment, the Prophet Muhammad ﷺ demonstrated truthfulness, honesty, justice, compassion, and social responsibility through his practical life. His participation in Hilf al-Fudul, honest commercial dealings, and wise resolution of the dispute over the placement of the Black Stone reflect his commitment to justice, reconciliation, and social harmony. The study concludes that his pre-Prophetic conduct provided a practical model of ethical and social reform and established public trust through personal integrity and responsible social behaviour.

Keywords: *Arabian Society, Justice, Hilf Al-Fudul, Muhammad ﷺ, Social Evils, Social Reform, Social Responsibility.*

Corresponding Author: Muhammad Naeem (MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan)
Email: nch7961170@gmail.com

تمہید

اعلانِ نبوت سے قبل عرب معاشرہ مختلف معاشرتی اور اخلاقی مسائل کا شکار تھا۔ قبائلی عصبیت، باہمی انتقام، معاشرتی ناانصافی، کمزور طبقات کے حقوق کی پامالی اور بعض اخلاقی برائیاں معاشرتی زندگی کے لیے اہم چیلنج بن چکی تھیں۔ اگرچہ عرب معاشرے میں شجاعت، سخاوت، مہمان نوازی، وفاداری اور عہد کی پابندی جیسی متعدد اچھی صفات بھی موجود تھیں، تاہم قبائلی مفادات اور جاہلی روایات کی وجہ سے کئی مواقع پر عدل و انصاف اور انسانی حقوق متاثر ہوتے تھے۔ ایسے حالات میں معاشرے کو ایسی عملی مثال کی ضرورت تھی جو اخلاقی اقدار، انسانی احترام اور معاشرتی ذمہ داری کو نمایاں کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی معاشرے میں زندگی گزاری، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار اپنے ماحول میں پائی جانے والی بہت سی برائیوں سے بالکل مختلف تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن اور جوانی ہی سے صداقت، امانت، دیانت، حسنِ اخلاق، عدل اور انسانی ہمدردی کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنایا۔ اہلِ مکہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "الصادق" اور "الأمين" کہنا آپ کے اعلیٰ کردار اور معاشرتی اعتماد کا واضح ثبوت تھا۔ حلف الفضول میں شرکت، مظلوموں کی حمایت، تجارتی معاملات میں دیانت داری اور تعمیرِ کعبہ کے موقع پر حجرِ اسود کے تنازع کو حکمت کے ساتھ حل کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل از نبوت اصلاحی کردار کے نمایاں مظاہر تھے اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے میں موجود اہم معاشرتی برائیوں کا جائزہ لیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلاحی کردار کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔ اس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عملی کردار کے ذریعے ایسے معاشرتی ماحول میں عدل، امانت، صداقت، انسانی ہمدردی اور باہمی تعاون جیسی مثبت اقدار کو کس طرح نمایاں کیا اور آپ کی قبل از نبوت معاشرتی سرگرمیوں نے آپ کی مثالی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو کس طرح اجاگر کیا۔

سوالاتِ تحقیق

- اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے میں پائی جانے والی نمایاں معاشرتی برائیاں اور چیلنجز کون سے تھے؟
- ان معاشرتی حالات کے تناظر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلاحی کردار کی کیا نوعیت اور اہمیت تھی؟

مقاصدِ تحقیق

- اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے کی نمایاں معاشرتی برائیوں اور چیلنجز کا جائزہ لینا۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از نبوت معاشرتی سرگرمیوں کا مطالعہ کرنا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلاحی کردار میں عدل، امانت، صداقت اور انسانی ہمدردی کے مظاہر کو واضح کرنا۔
- قبل از نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرتی سرگرمیوں کے اصلاحی پہلوؤں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنا۔

اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے کا معاشرتی پس منظر

اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرہ قبائلی نظام پر قائم تھا۔ قبیلہ فرد کی شناخت، تحفظ اور سماجی حیثیت کا بنیادی مرکز تھا۔ اس نظام میں باہمی تعاون، وفاداری، سخاوت اور مہمان نوازی جیسی مثبت اقدار موجود تھیں، لیکن بعض اوقات قبائلی عصبیت حق و انصاف کے تقاضوں پر غالب آ جاتی تھی۔ معمولی اختلافات کا طویل دشمنیوں اور باہمی نزاع میں تبدیل ہونا معاشرتی امن کے لیے ایک نمایاں چیلنج تھا۔ ایسے ماحول میں کمزور اور بے سہارا افراد کے حقوق کا تحفظ ایک اہم معاشرتی مسئلہ بن گیا تھا۔

حلف الفضول اور حجرِ اسود کا واقعہ

اسی معاشرتی پس منظر میں حلف الفضول ایک اہم اصلاحی مثال کے طور پر سامنے آیا۔ ایک مظلوم تاجر کو اس کا حق دلانے کے لیے قریش کے بعض خاندانوں نے عہد کیا کہ وہ مکہ میں کسی مظلوم کے ساتھ ہونے والی زیادتی کے خلاف متحد ہو کر اس کا حق دلائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس معاہدے میں شرکت فرمائی۔ آپ ﷺ کی یہ شرکت اس بات کی علامت تھی کہ آپ ﷺ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی ظلم کے مقابلے میں مظلوم کی حمایت اور اجتماعی انصاف کو اہمیت دیتے تھے۔[1]

اسی طرح تعمیرِ کعبہ کے موقع پر حجرِ اسود کو اپنی جگہ رکھنے کے معاملے میں قریش کے قبائل کے درمیان شدید اختلاف پیدا ہوا۔ ہر قبیلہ اس اعزاز کا خواہش مند تھا اور صورتِ حال تصادم

[1] ابن ہشام، عبد الملك بن هشام، السيرة النبوية، تحقيق مصطفى السقا، إبراهيم الأبياري، عبد الحفيظ شلبي، قاہرہ: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، 1955ء، ج1، ص 133-136۔

کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملے میں فیصلہ کرنے کا موقع ملا تو آپ ﷺ نے ایسا حکیمانہ طریقہ اختیار کیا جس میں تمام قبائل شریک ہو گئے۔ آپ ﷺ نے حجرِ اسود کو ایک چادر میں رکھا اور مختلف قبائل کے نمائندوں سے اسے اٹھوایا، پھر خود اسے مقررہ مقام پر نصب فرمایا۔ اس فیصلے نے نہ صرف اختلاف ختم کیا بلکہ قبائل کو باہمی رضامندی کے ساتھ ایک مشترک حل قبول کرنے کا موقع بھی فراہم کیا۔[2]

حلف الفضول اور حجرِ اسود کے یہ دونوں واقعات قبل از نبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلاحی کردار کے دو مختلف مگر باہم مربوط پہلو سامنے لاتے ہیں۔ پہلے واقعے میں آپ ﷺ نے مظلوم کی حمایت اور اجتماعی انصاف کے عزم کو عملی طور پر اختیار کیا، جبکہ دوسرے واقعے میں قبائلی اختلاف کو حکمت، مصالحت اور غیر جانب داری کے ذریعے ختم کیا۔ یوں آپ ﷺ نے اپنے معاشرتی ماحول میں رہتے ہوئے یہ عملی نمونہ پیش کیا کہ معاشرتی استحکام ظلم کی حمایت یا قبائلی غلبے سے نہیں بلکہ عدل، باہمی احترام، انسانی حقوق اور حکمتِ عملی سے پیدا ہوتا ہے۔

عورت کی معاشرتی حیثیت

اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے میں عورت کی معاشرتی حیثیت یکساں نہ تھی۔ بعض خاندانوں میں خواتین کو عزت اور احترام حاصل تھا، لیکن مجموعی معاشرتی ماحول میں عورت کو مرد کے مقابلے میں کمزور حیثیت حاصل تھی۔ بعض معاملات میں اسے وراثتی حق سے محروم رکھا جاتا اور خاندانی فیصلوں میں اس کی رائے کو وہ اہمیت نہیں دی جاتی تھی جو ایک باوقار انسانی فرد کے لیے ضروری تھی۔ بعض علاقوں اور قبائل میں بیٹی کی پیدائش کو باعثِ عار سمجھنے اور اسے زندہ درگور کرنے کی رسم بھی موجود تھی، اگرچہ یہ عمل پورے عرب معاشرے میں عام نہیں تھا۔ قرآن مجید نے بعد میں اس رسم کی سنگینی کو واضح کرتے ہوئے زندہ درگور کی جانے والی بچی کے بارے میں فرمایا کہ اس سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

اس معاشرتی صورتِ حال میں عورت کے ساتھ حسنِ سلوک اور اسے ایک باوقار انسانی فرد سمجھنے کی ضرورت مزید نمایاں ہوتی تھی۔ نکاح اور خاندانی معاملات میں بھی عورت کی حیثیت مختلف قبائل اور خاندانوں میں مختلف تھی؛ اس لیے پورے عرب معاشرے کے بارے میں ایک

---

[2] الأزرقي، محمد بن عبد الله، أخبار مكة وما جاء فيها من الآثار، تحقيق رشدي الصالح ملحس، بيروت: دار الأندلس، 1969ء، ج1، ص 247-250۔

ہی حکم لگانا تاریخی طور پر درست نہیں ہوگا۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ بعض رسوم و رویوں نے عورت کے انسانی وقار اور معاشرتی حقوق کو متاثر کیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کا اصلاحی کردار

اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں عورت کے احترام اور اس کے معاشرتی مقام کے حوالے سے سب سے نمایاں مثال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کا تعلق ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک صاحبِ حیثیت اور تجارت کرنے والی خاتون تھیں، جو اپنا مال تجارتی سرگرمیوں کے لیے مردوں کے ذریعے استعمال کرتی تھیں۔ جب انہیں نبی کریم ﷺ کی صداقت، امانت اور حسنِ اخلاق کا علم ہوا تو انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے تجارتی مال کے ساتھ شام کی طرف بھیجا اور دوسرے تاجروں کی نسبت بہتر معاوضہ مقرر کیا۔ اس واقعے سے قبل از نبوت عرب معاشرے میں ایک باوقار خاتون کی معاشی سرگرمی اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کے معاملے میں اعتماد اور پیشہ ورانہ تعلق کا پہلو سامنے آتا ہے۔[3]

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے بعد بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ احترام، اعتماد اور حسنِ معاشرت کا معاملہ رکھا۔ اس سے قبل از نبوت آپ ﷺ کے اصلاحی کردار کا ایک اہم پہلو سامنے آتا ہے کہ آپ ﷺ نے عورت کو محض تابع یا بے اختیار فرد کے طور پر نہیں بلکہ عزت، اعتماد اور معاشرتی مقام رکھنے والی شخصیت کے طور پر معاملہ کیا۔ تاہم اس واقعے کو پورے عرب معاشرے میں عورتوں کے حقوق کی باقاعدہ اصلاح قرار دینے کے بجائے آپ ﷺ کے ذاتی اور معاشرتی کردار کی ایک عملی مثال کے طور پر پیش کرنا زیادہ علمی اور محتاط طرزِ بیان ہوگا۔ ابن ہشام کی روایت بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو صاحبِ شرف و مال اور تجارتی سرگرمیوں کی حامل خاتون کے طور پر بیان کرتی ہے اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کے تجارتی تعلق کو آپ ﷺ کی امانت اور حسنِ اخلاق سے مربوط کرتی ہے۔

غلامی اور کمزور طبقات کا استحصال

اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے میں غلامی ایک معروف معاشرتی ادارہ تھی اور غلاموں کو عموماً آزاد افراد کے مساوی معاشرتی حیثیت حاصل نہ تھی۔ انہیں خرید و فروخت اور ملکیت کے نظام کا حصہ سمجھا جاتا تھا، جبکہ یتیم، مسکین اور دیگر کمزور افراد بھی بعض حالات

[3] محمد بن سعد، الطبقات الکبری، تحقیق إحسان عباس، بیروت: دار صادر، 1968ء، ج8، ص 5-8۔

میں اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے طاقتور طبقے کے محتاج تھے۔ اس صورتِ حال میں معاشرتی طاقت، قبیلہ اور مالی حیثیت کو بہت اہمیت حاصل تھی، جس کے نتیجے میں کمزور افراد کے استحصال کے امکانات بڑھ جاتے تھے۔ قرآن مجید نے بعد میں یتیموں کے حقوق، مساکین کی ضروریات اور انسانی معاملات میں عدل و انصاف پر خاص زور دیا، جس سے ان معاشرتی مسائل کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔[4]

نبی کریم ﷺ کا اصلاحی کردار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت سے پہلے ہی کمزور افراد کے ساتھ حسنِ سلوک اور انسانی احترام کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس سلسلے میں خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایسا محبت و اعتماد کا تعلق قائم کیا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنے والدین کے ساتھ واپس جانے کے بجائے آپ ﷺ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کیا اور انہیں اپنے خاندان میں ایک باعزت مقام دیا۔ اس واقعے سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا معاملہ محض غلام کی ملکیت کے تصور تک محدود نہ تھا، بلکہ آپ ﷺ انسانی تعلق، محبت اور عزتِ نفس کو اہمیت دیتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کے قبل از نبوت اصلاحی کردار کا ایک عملی نمونہ تھا۔[5]

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حلف الفضول میں شرکت بھی کمزور اور مظلوم طبقات کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے نہایت اہم ہے۔ اس معاہدے کا مقصد یہ تھا کہ مکہ میں کسی شخص پر ظلم ہو، خواہ وہ مقامی ہو یا باہر سے آنے والا، تو اس کا حق دلانے کے لیے اجتماعی طور پر کوشش کی جائے۔ نبی کریم ﷺ نے نوجوانی میں اس معاہدے میں شرکت فرمائی اور بعد میں بھی اس کے مقصد کو پسند فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے اصلاحی کردار میں معاشرتی انصاف، مظلوم کی حمایت اور کمزور کے حق کی حفاظت بنیادی اہمیت رکھتی تھی۔ اس اعتبار سے آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت سے پہلے ہی اپنے عملی کردار کے ذریعے یہ اصول واضح کر دیا تھا کہ معاشرے کی مضبوطی صرف طاقتور افراد کے تحفظ سے نہیں بلکہ کمزور کے حق کی حفاظت سے ہوتی ہے۔[6]

---

[4] محمد بن جرير الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تحقيق عبد الله بن عبد المحسن التركي، قاہرہ: دار ہجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، 2001ء، ج7، ص 3-

[5] ابن ہشام، السيرة النبوية، ج1، ص 222-

[6] ابن سعد، الطبقات الکبری، ج1، ص 128-130-

سود، جوا اور شراب نوشی

اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے میں سود، جوا اور شراب نوشی بھی معروف معاشرتی عادات میں شامل تھیں۔ سودی معاملات ضرورت مند افراد کے لیے معاشی بوجھ میں اضافہ کرتے تھے، جبکہ جوا مال کے ضیاع اور باہمی نزاع کا ذریعہ بن سکتا تھا۔ شراب نوشی بھی بعض معاشرتی اجتماعات کا حصہ تھی اور اس کے نتیجے میں عقل و شعور متاثر ہونے کے ساتھ جھگڑوں اور اخلاقی خرابیوں کے امکانات بڑھتے تھے۔ تاہم ان برائیوں کی نوعیت اور ان کے پھیلاؤ کو تمام قبائل اور تمام افراد کے لیے یکساں قرار دینا تاریخی طور پر درست نہیں ہوگا ایک حدیث بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

("مَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ")[7]

جو شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ آؤ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں، اسے چاہیے کہ صدقہ کرے۔

اسی طرح شراب کے بارے میں فرمایا:

("حُرِّمَتِ الْخَمْرُ حِينَ حُرِّمَتْ، وَمَا نَجِدُ - يَعْنِي بِالْمَدِينَةِ - خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيلًا، وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ")[8]

نبی کریم ﷺ کا اصلاحی کردار

ان معاشرتی رویوں کے مقابل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از نبوت زندگی پاکیزگی، اعتدال اور اعلیٰ اخلاق کی نمایاں مثال تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں ایسے مشاغل اور رویوں سے اجتناب فرمایا جو انسان کے اخلاق، عقل اور معاشرتی ذمہ داری کو متاثر کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی تجارت میں دیانت، معاملات میں امانت اور عمومی زندگی میں پاکیزہ کردار نے معاشرے کے سامنے ایک مختلف عملی معیار پیش کیا۔ اس اعتبار سے آپ ﷺ کی اصلاح کا ایک بنیادی پہلو مثالی کردار کے ذریعے اصلاح تھا؛ یعنی آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت سے پہلے کسی رسمی منصب کے بغیر اپنی ذات سے یہ دکھایا کہ پاکیزہ معاشرت کی بنیاد پاکیزہ فرد کے کردار پر قائم ہوتی ہے۔[9]

---

[7] محمد بن إسماعيل البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الاستئذان، باب كل لهو باطل إذا شغله عن طاعة الله، رقم الحديث: 6301۔

[8] البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الأشربة، باب الخمر من العنب، رقم الحديث: 5581۔

[9] عبد الملك بن هشام، السيرة النبوية، ج1، ص 187-190۔

اخلاقی بے راہ روی اور فحاشی

اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے میں بعض اخلاقی برائیاں ایسی تھیں جنہوں نے خاندانی اور معاشرتی زندگی کو متاثر کیا۔ فحاشی، بے حیائی اور نکاح سے متعلق بعض غیر متوازن رسوم نے عفت و پاکدامنی کے تصور کو کمزور کیا تھا۔ تاہم اس دور کے پورے معاشرے کو یکساں طور پر ان برائیوں میں مبتلا قرار دینا درست نہیں، کیونکہ عربوں میں عفت، وفائے عہد، شرافت اور خاندانی غیرت جیسی اقدار بھی موجود تھیں۔ قرآن مجید نے بعد میں ان معاشرتی رویوں کی اصلاح کرتے ہوئے زنا اور فواحش سے اجتناب کی واضح تعلیم دی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخلاقی پاکیزگی اسلامی معاشرت کی بنیادی قدر قرار پائی۔[10]

اس دور میں نکاح اور خاندانی تعلقات کے بعض ایسے طریقے بھی رائج تھے جو بعد میں اسلامی تعلیمات کے ذریعے ختم کر دیے گئے۔ ان طریقوں میں عورت کے خاندانی مقام، نسب اور ازدواجی حقوق کے حوالے سے متعدد پیچیدگیاں پیدا ہوتی تھیں۔ اس صورتِ حال کا اثر صرف فرد کی اخلاقی زندگی تک محدود نہیں رہتا تھا بلکہ خاندان کے استحکام اور نسل کی تربیت پر بھی پڑتا تھا۔ یوں اخلاقی بے راہ روی ایک انفرادی مسئلہ ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرتی نظم اور خاندانی ادارے سے بھی متعلق تھی۔

نبی کریم ﷺ کا اصلاحی کردار

اس ماحول میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از نبوت زندگی اخلاقی پاکیزگی، حیا اور عفت کا نمایاں نمونہ تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے معاشرتی ماحول میں موجود منفی رویوں کو اختیار کرنے کے بجائے پاکیزہ کردار کو برقرار رکھا۔ آپ ﷺ کی زندگی میں صداقت، امانت، حیا اور وقار ایسے اوصاف کے طور پر نمایاں تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو اہلِ مکہ میں ممتاز مقام عطا کیا۔ اس اعتبار سے آپ ﷺ کا اصلاحی کردار اس مرحلے پر کسی باقاعدہ خطاب یا قانون سازی کے ذریعے نہیں بلکہ اپنی ذات کو اخلاقی نمونہ بنا کر سامنے آیا۔[11]

آپ ﷺ کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ازدواجی زندگی بھی پاکیزہ خاندانی تعلق، باہمی اعتماد اور حسنِ معاشرت کی عملی مثال تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی معاشرتی زندگی میں عفت،

[10] البخاري، الجامع الصحيح،، رقم الحديث: 5561۔
[11] ابن كثير، البداية والنهاية، تحقيق عبد الله بن عبد المحسن التركي، الجيزة: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، 1997ء، ج2، ص 291-294۔

دیانت اور احترام کو اختیار کیا، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ کا ذاتی کردار اس معاشرتی ماحول کی بہت سی اخلاقی خرابیوں سے الگ اور پاکیزہ تھا۔ یہی کردار بعد میں آپ ﷺ کی دعوتی شخصیت کے لیے اعتماد کی بنیاد بنا، کیونکہ اہلِ مکہ آپ ﷺ کی سچائی اور امانت سے پہلے ہی واقف تھے۔[12]

بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم

اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے کے بعض قبائل میں بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم پائی جاتی تھی، اگرچہ اسے تمام عرب قبائل کی عمومی معاشرتی روایت قرار دینا درست نہیں۔ اس غیر انسانی عمل کے پسِ پشت مختلف محرکات کارفرما تھے؛ بعض لوگ معاشی تنگ دستی کے باعث بیٹی کی پرورش کو بوجھ سمجھتے، جبکہ بعض قبائلی حالات میں بیٹی کے دشمن کے ہاتھوں قید ہونے کو باعثِ ذلت تصور کیا جاتا تھا۔ یوں غربت، قبائلی غیرت اور معاشرتی دباؤ جیسے عوامل نے بعض خاندانوں کو اپنی ہی اولاد کے خلاف انتہائی سنگ دلانہ فیصلہ کرنے پر آمادہ کیا۔

قرآن مجید نے اس رسم کی مذمت نہایت مؤثر انداز میں کی اور قیامت کے منظر میں زندہ دفن کی جانے والی بچی سے سوال کیے جانے کا ذکر فرمایا: بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ، یعنی اسے کس جرم میں قتل کیا گیا؟ اس اندازِ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس عمل میں اصل مظلوم وہ معصوم بچی تھی جس کا کوئی جرم نہ تھا۔ اسی طرح قرآن نے اولاد کو غربت کے خوف سے قتل کرنے سے بھی منع کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی جان کی حفاظت اور اولاد کے ساتھ رحمت و شفقت معاشرتی اصلاح کے بنیادی اصول ہیں۔[13]

نبی کریم ﷺ کا اصلاحی کردار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلانِ نبوت سے پہلے کی زندگی میں بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کے خلاف کسی مخصوص واقعے کو براہِ راست منسوب کرنا محتاط علمی طریقہ نہیں، کیونکہ اس رسم کے خاتمے کا باقاعدہ شرعی اعلان بعثت کے بعد ہوا۔ تاہم آپ ﷺ کی قبل از نبوت زندگی کا مجموعی اخلاقی کردار رحمت، شفقت، انسانی احترام اور خاندانی تعلقات کی پاسداری پر

---

[12] ابو نعيم الأصبهاني، دلائل النبوة، تحقيق محمد رواس قلعه جي وعبد البر عباس، بيروت: دار النفائس، 1986ء، ج1، ص 185-190۔

[13] محمد بن جرير الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، تحقيق عبد الله بن عبد المحسن التركي، قاہرہ: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، 2001ء، ج24، ص 212-214۔

قائم تھا۔ اس لیے اس موضوع میں آپ ﷺ کے اصلاحی کردار کو براہِ راست کسی قانونی ممانعت کے بجائے آپ ﷺ کے مثالی اخلاقی کردار کے تناظر میں بیان کرنا زیادہ مناسب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ازدواجی زندگی، صلہ رحمی، اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک اور معاشرتی طور پر کمزور افراد کے ساتھ خیر خواہی اس وسیع اخلاقی مزاج کی عکاسی کرتی ہے جس میں انسانی جان اور انسانی وقار کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ اس اعتبار سے آپ ﷺ کی قبل از نبوت شخصیت اس معاشرتی ماحول کے مقابل ایک مثبت اخلاقی نمونہ پیش کرتی ہے جس میں بعض طبقات بیٹی کو بوجھ یا باعثِ عار سمجھتے تھے۔ یہی اخلاقی بنیاد بعد میں بعثت کے بعد عورت اور بیٹی کے حقوق کے واضح شرعی تحفظ کی صورت میں سامنے آئی۔[14]

معاشرتی ناانصافیاں اور انسانی حقوق کی پامالی

اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے میں معاشرتی ناانصافیاں مختلف صورتوں میں پائی جاتی تھیں۔ قبائلی طاقت، خاندانی اثر و رسوخ اور معاشی حیثیت اکثر فرد کے معاشرتی مقام کا تعین کرتی تھی، جس کے باعث کمزور اور بے سہارا افراد اپنے حقوق کے تحفظ میں مشکلات کا سامنا کرتے تھے۔ یتیموں، مسکینوں، غلاموں اور دیگر کمزور طبقات کے حقوق بعض حالات میں پامال ہوتے، جبکہ بااثر افراد کے خلاف انصاف کا حصول آسان نہ تھا۔ اگرچہ عرب معاشرے میں مظلوم کی مدد، پناہ دینے اور مہمان نوازی جیسی مثبت روایات بھی موجود تھیں، لیکن انفرادی اور قبائلی سطح کی یہ روایات ایک ہمہ گیر نظامِ عدل کی صورت اختیار نہیں کر سکی تھیں اسی صورتِ حال کے باعث ظلم کا شکار ہونے والے فرد کے لیے کسی بااثر شخص یا قبیلے کی حمایت اہم ہو جاتی تھی۔ حلف الفضول اسی معاشرتی ضرورت کے پس منظر میں ایک نمایاں مثال ہے، جس میں مکہ کے بعض خاندانوں نے مظلوم کے حق میں متحد ہونے کا عہد کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس معاہدے میں شرکت فرمائی۔ یہ واقعہ اس بات کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے کہ آپ ﷺ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی ظلم کے خلاف اجتماعی ذمہ داری اور مظلوم کے حق کی حمایت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔[15]

---

14 عبد الملك بن هشام، السيرة النبوية، تحقيق مصطفى السقا، إبراهيم الأبياري، عبد الحفيظ شلبي، قاہرہ: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، 1955ء، ج1، ص 187-190۔

15 ابن ہشام، السيرة النبوية، ج1، ص 133-136۔

نبی کریم ﷺ کا اصلاحی کردار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبل از نبوت اصلاحی کردار اس معاشرتی پس منظر میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ نے حلف الفضول میں شرکت کے ذریعے محض ایک قبائلی معاہدے کا حصہ بننے کے بجائے مظلوم کے حق کی حمایت کے اجتماعی تصور کو تقویت دی۔ اس سے آپ ﷺ کی شخصیت میں عدل پسندی، انسانی ہمدردی اور معاشرتی ذمہ داری کے عناصر نمایاں ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کا عمومی طرزِ معاشرت کمزور افراد کے ساتھ حسنِ سلوک اور لوگوں کے حقوق کی پاسداری پر قائم تھا۔ یوں آپ ﷺ نے اپنے عملی کردار سے یہ واضح کیا کہ معاشرے میں عزت و قوت کا معیار صرف قبیلہ، مال یا اثر و رسوخ نہیں بلکہ عدل، امانت اور انسانی وقار کا احترام ہونا چاہیے یہی وجہ ہے کہ اعلانِ نبوت سے پہلے آپ ﷺ کی شخصیت اہلِ مکہ کے درمیان اعتماد اور احترام کا مرکز بن چکی تھی۔ آپ ﷺ نے کسی سیاسی منصب یا رسمی اختیار کے بغیر اپنے کردار کے ذریعے معاشرتی انصاف کا ایک عملی نمونہ پیش کیا۔ اس اعتبار سے آپ ﷺ کا اصلاحی کردار محض بعد از بعثت تعلیمات تک محدود نہیں تھا، بلکہ بعثت سے پہلے بھی آپ ﷺ کی معاشرتی سرگرمیوں میں مظلوم کی حمایت، باہمی انصاف اور انسانی احترام کے عملی آثار نمایاں تھے۔

معاشرتی برائیوں کے مجموعی اثرات

اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرے میں موجود مختلف معاشرتی برائیوں نے اجتماعی زندگی کے توازن کو متاثر کیا تھا۔ قبائلی عصبیت، باہمی انتقام، معاشی استحصال، کمزور طبقات کے حقوق کی پامالی اور بعض اخلاقی برائیاں معاشرتی امن اور باہمی اعتماد کے لیے چیلنج بن چکی تھیں۔ اگرچہ عرب معاشرے میں سخاوت، شجاعت، وفائے عہد اور مہمان نوازی جیسی مثبت اقدار موجود تھیں، لیکن ان اقدار کے ساتھ موجود بعض منفی رویے معاشرتی انصاف کے قیام میں رکاوٹ بنتے تھے۔ خصوصاً کمزور افراد کے لیے اپنے حقوق کا تحفظ مشکل تھا اور بعض معاملات میں طاقت اور قبائلی حمایت کو حق و انصاف پر فوقیت حاصل ہو جاتی تھی ان حالات کا اثر خاندانی اور اخلاقی زندگی پر بھی پڑتا تھا۔ جب معاشرے میں مال، قبیلہ اور طاقت کو زیادہ اہمیت حاصل ہو اور کمزور فرد کے حقوق کے تحفظ کے لیے مؤثر اجتماعی ضمانت موجود نہ ہو تو معاشرتی عدم مساوات پیدا ہونا فطری امر ہے۔ اسی طرح سود، جوا اور دیگر معاشی و اخلاقی برائیوں نے افراد کے باہمی تعلقات اور

معاشی توازن کو متاثر کیا۔ اس مجموعی صورتِ حال سے واضح ہوتا ہے کہ مسئلہ صرف چند انفرادی برائیوں کا نہیں تھا بلکہ بعض رویے اجتماعی زندگی کے مختلف شعبوں میں اثر انداز ہو رہے تھے۔[16]

نبی کریم ﷺ کا اصلاحی کردار

ان حالات کے مقابل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از نبوت زندگی ایک پاکیزہ اور متوازن اخلاقی نمونہ پیش کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے اسی معاشرے میں رہتے ہوئے صداقت، امانت، دیانت، عفت، عدل اور انسانی ہمدردی کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنایا۔ حلف الفضول میں شرکت آپ ﷺ کی مظلوم کی حمایت اور اجتماعی انصاف کے جذبے کو ظاہر کرتی ہے، جبکہ حجرِ اسود کے تنازع کو حکمت کے ساتھ حل کرنا باہمی اختلاف کو ختم کرنے اور معاشرتی امن قائم رکھنے کی آپ ﷺ کی صلاحیت کا نمایاں ثبوت ہے آپ ﷺ کے ان عملی رویوں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اصلاحِ معاشرہ کا آغاز صرف رسمی قوانین یا اجتماعی اقتدار سے نہیں بلکہ فرد کے کردار سے بھی ہوتا ہے۔ اعلانِ نبوت سے پہلے آپ ﷺ نے اپنے کردار کے ذریعے ایک ایسا اخلاقی معیار قائم کیا جس میں ظلم کے بجائے انصاف، خیانت کے بجائے امانت، تعصب کے بجائے انسانی احترام اور تنازع کے بجائے مصالحت کو اہمیت حاصل تھی۔ اس اعتبار سے آپ ﷺ کی قبل از نبوت معاشرتی زندگی اس ماحول میں ایک مثبت اصلاحی مثال تھی اور یہی عملی کردار آپ ﷺ کے معاشرتی وقار اور عوامی اعتماد کی بنیاد بنا۔[17]

خلاصۂ بحث

اس تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرہ قبائلی عصبیت، معاشرتی ناانصافی، کمزور طبقات کے استحصال، عورتوں کی کمزور معاشرتی حیثیت اور مختلف اخلاقی برائیوں جیسے مسائل سے دوچار تھا، اگرچہ اس میں شجاعت، سخاوت، مہمان نوازی اور وفائے عہد جیسی مثبت اقدار بھی موجود تھیں۔ ایسے ماحول میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبل از نبوت زندگی میں صداقت، امانت، دیانت، عفت، انسانی ہمدردی اور حسنِ معاشرت کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔ حلف الفضول میں شرکت اور مظلوم کی حمایت آپ ﷺ کی عدل پسندی اور انسانی ہمدردی کو نمایاں کرتی ہے، جبکہ حجرِ اسود کے تنازع کو حکمت و مصالحت سے حل کرنا آپ ﷺ کی معاملہ فہمی اور معاشرتی بصیرت کا مظہر ہے۔ اسی طرح خواتین، کمزور افراد اور معاشرے کے مختلف

---

[16] ابن ہشام، السیرة النبویة، ج1، ص224۔
[17] ابن ہشام، السیرة النبویة، ج1، ص 133-136۔

طبقات کے ساتھ آپ ﷺ کے حسنِ سلوک نے انسانی وقار اور باہمی احترام کی عملی مثال قائم کی۔ اس مطالعے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ آپ ﷺ کا قبل از نبوت اصلاحی کردار محض ذاتی اخلاق تک محدود نہیں تھا بلکہ اس میں معاشرتی انصاف، مظلوم کی حمایت، اختلافات کا پرامن حل اور انسانی حقوق کا احترام بھی شامل تھا۔ یوں آپ ﷺ نے اپنے کردار کے ذریعے اس معاشرے میں ایک مثبت اخلاقی معیار قائم کیا، جو بعد میں اسلامی معاشرت کی تشکیل کے لیے بنیادی حیثیت اختیار کر گیا۔

نتائجِ تحقیق

- اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرہ مختلف معاشرتی اور اخلاقی برائیوں کے باوجود متعدد مثبت اقدار کا حامل تھا، تاہم قبائلی عصبیت اور معاشرتی ناانصافی نے اجتماعی زندگی کو متاثر کر رکھا تھا۔
- کمزور طبقات، خصوصاً غلاموں، یتیموں، مساکین اور بے سہارا افراد کے حقوق کا تحفظ ایک اہم معاشرتی چیلنج تھا، جس کے باعث معاشرتی مساوات متاثر ہوتی تھی۔
- عورت کی معاشرتی حیثیت بعض قبائل اور طبقات میں کمزور تھی اور اس کے حقوق سے متعلق متعدد غیر منصفانہ رویے موجود تھے، تاہم تمام عرب معاشرے کو یکساں طور پر اس صورتِ حال کا شکار قرار دینا درست نہیں۔
- بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا عمل تمام عرب قبائل میں عام نہ تھا، لیکن جہاں یہ رائج تھا وہاں یہ انسانی ہمدردی، خاندانی شفقت اور انسانی وقار کے شدید زوال کی علامت تھا۔
- اخلاقی بے راہ روی، فحاشی اور بعض غیر متوازن خاندانی رسوم نے معاشرتی اور خاندانی نظام کو متاثر کیا، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل از نبوت زندگی عفت، حیا اور پاکیزگی کا عملی نمونہ تھی۔
- حلف الفضول میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی مظلوم کی حمایت، عدل اور اجتماعی ذمہ داری کے اصولوں کو اہمیت دیتے تھے۔
- حجرِ اسود کے تنازع کو حکمت اور مصالحت کے ذریعے حل کرنے سے آپ ﷺ کی قبل از نبوت معاملہ فہمی، غیر جانب داری اور معاشرتی امن قائم کرنے کی صلاحیت نمایاں ہوتی ہے۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، امانت اور دیانت نے آپ ﷺ کو اعلانِ نبوت سے پہلے ہی اہلِ مکہ کے درمیان اعتماد اور احترام کا مقام عطا کر دیا تھا۔

- آپ ﷺ کا اصلاحی کردار صرف کسی ایک معاشرتی برائی کے مقابل نہیں تھا بلکہ عدل، انسانی احترام، باہمی تعاون، مظلوم کی حمایت اور پاکیزہ کردار پر مشتمل ایک جامع عملی نمونہ تھا۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت سے پہلے ہی اپنے کردار اور معاشرتی سرگرمیوں کے ذریعے اصلاحِ معاشرہ کی بنیادی اخلاقی اقدار کو عملی طور پر نمایاں کر دیا تھا، اور یہی پاکیزہ کردار بعد میں آپ ﷺ کی دعوت کے لیے اعتماد کی مضبوط بنیاد بنا۔

مصادر و مراجع

- القرآن
- ابن سعد، محمد بن سعد بن منيع الهاشمي. الطبقات الكبرى. تحقيق إحسان عباس. 8 جلدين. بيروت: دار صادر، 1968ء۔
- ابن كثير، إسماعيل بن عمر بن كثير. البداية والنهاية. تحقيق عبد الله بن عبد المحسن التركي. 21 جلدين. الجيزة: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، 1418ھ/1997ء۔
- ابن هشام، عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري. السيرة النبوية. تحقيق مصطفى السقا، إبراهيم الأبياري، عبد الحفيظ شلبي. 2 مجلدين. قاہرہ: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، 1375ھ/1955ء۔
- أبو نعيم الأصبهاني، أحمد بن عبد الله بن أحمد. دلائل النبوة. تحقيق محمد رواس قلعه جي، عبد البر عباس. 2 جلدين. بيروت: دار النفائس، 1406ھ/1986ء۔
- الأزرقي، محمد بن عبد الله بن أحمد. أخبار مكة وما جاء فيها من الآثار. تحقيق رشدي الصالح ملحس. بيروت: دار الأندلس، 1969ء۔
- البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله الجعفي. الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه. تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر. 9 جلدين. بيروت: دار طوق النجاة، 1422ھ۔
- الطبري، محمد بن جرير بن يزيد. جامع البيان عن تأويل آي القرآن. تحقيق عبد الله بن عبد المحسن التركي. 26 جلدين. قاہرہ: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، 1422ھ/2001ء۔